بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ت ص ر ی ح ا ت

- زبوں حالیٔ مسلم
- غیر جمہوری روش
- افغانستان کی دھمکیاں

مسلمان اس وقت پوری دنیا میں کس قدر بے کسی اور بے بسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اس کا اندازہ ان واقعات و حوادث سے ہوتا ہے جن سے اس وقت ایشیائے بعید سے لے کر شرقِ اوسط تک اور افریقہ سے لے کر اقصائے مغرب تک کے مسلمان دوچار ہیں ——— کوئی سے دن ایسا نہیں گزرتا، جس دن شفق پہ مسلمانوں کے خون کی لالی نظر نہ آتی ہو اور کوئی رات ایسی نہیں آتی کہ جس کے سناٹے کو امت مرحوم کی سسکیاں، آہیں اور کراہیں، درہم برہم نہ کیے دیتی ہوں۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ چہار سو ان کے لیے حشر بپا ہے اور یہ میدانِ محشر میں سراسیمہ و پریشان پناہ گاہ کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں لیکن انہیں پناہ نہیں مل رہی کہیں یہودیوں کی یلغاروں نے انہیں پریشان کر رکھا ہے اور کہیں ہندو ان کے جسم سے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑنے پر تلے بیٹھے ہیں اور کسی مقام پہ عیسائی انہیں نشانہ ستم بنا کے صلیبی جنگوں میں اپنی شکستوں کا ادھار چکا رہے ہیں، لیکن ماضی کی تابناک روایات کی امین اور کائنات کو مسخر کر لینے والی قوم آج کچھ اس طرح مسخر و مسحور ہو چکی ہے کہ یا تو

اسے اپنی ذلت اور پستی کا احساس ہی باقی نہیں رہا اور یا اپنی رسوائی اور پائمالی پہ راضی ہو چکی ہے۔

ورنہ کیا یہ ممکن ہے کہ اس کے ترانوے ہزار بیٹے اور بیٹیاں رام اور کرشن کے پجاریوں کی قید میں پڑے سسکتے رہیں اور یہ ٹس سے مس نہ ہو کہ کبھی صرف ایک عورت کی بہ چیخ نے ان کی راتوں کی نیند اور دن کا سکون چھین لیا تھا اور تب تک آرام ان پہ حرام تھا جب تک اپنی بہن کو اس کی مسکراہٹیں واپس نہیں دلا چکے تھے۔

اور کیا یہ ممکن ہے کہ آج عبدالملک، ہارون اور مامون کی قوم مٹھی بھر یہودیوں کے مقابلہ میں اس قدر عاجز آجائے کہ ان کے مسافر بردار طیارے کو راکٹوں اور گولیوں کا نشانہ بنا کر اس کے سو کے قریب بے گناہ مسافروں، مردوں عورتوں اور بچوں کو خاکستر بنا دیا جائے ان کی سرحدوں کے سو سو میل اندر آکر ان کے معصوموں کو تہ تیغ کر دیا جائے۔ بستیوں کو جلا دیا جائے اور کھلیانوں کو آگ لگا دی جائے، ان کے نبی کے مصلی و مسرے لے کو، مومنوں کے قبلہ اول کو، فاروق رضی کے منبر کو اور مسجد اقصیٰ کو شعلوں کی نذر کر دیا جائے اور خالد رضی و سعد رضی اور ابو عبیدہ رضی کی قوم اسے چپکے سے دیکھتی رہے۔

آج فلپائن اور تھائی لینڈ کی سرزمین تعجب اور حیرت سے اپنے سینے پہ بہتے ہوئے اس خون کو دیکھ رہی ہے جو گلوئے محمد سے بہایا جا رہا ہے اور سراپا سوال ہے کہ اس قوم کی جرأت و غیرت کو کیا ہوا؟

آج اگر آسمان ہمارے لیے برہم اور زمین ہمارے لیے ترش رو ہے تو اسے ہونا چاہیئے کہ اس نے اس سے پیشتر کبھی یہ منظر نہیں دیکھا تھا بلکہ وہ تو گواہ ہے کہ جب مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے تب بھی کفر کی یلغار میں اتنی تندی اور اتنی تیزی نہ تھی اور مسلمان اس قدر بے کس و بے بس نہ ہوئے تھے جتنے آج ہیں کہ جب ان کی تعداد کروڑوں سے متجاوز ہے اور سبب؟ —— سب معلوم کہ تب ہم مسلمان تھے، سچے اور پکے مسلمان اور آج؟ —— آج ہم سرورِ گرامی کے اس فرمان کا مصداق ہیں۔

یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمه ولا یبقی

من القرآن الا رسمہٗ

کہ ایک زمانہ آئے گا جب اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کے صرف حروف (کہ نہ تو حقیقی مسلمان رہیں گے اور نہ قرآن کے قاری اور قرآن پر عامل۔)

اور واقعی آج ہم اپنے گرد و پیش پہ نگاہ دوڑائیں تو اور سب کچھ نظر آتا ہے صرف اسلام ہی نظر نہیں آتا۔ یہ بے حیائی کے مناظر، یہ فسق و فجور کے بازار، قمار بازی، سود خواری کا زور، بھنگ چرس افیون اور شراب کا شور۔ مسجدیں ویران، منبر و محراب خاموش، رقص گاہیں سینما اور کلب آباد اور اس پر مستزاد بے راہ روی، الحاد اور ارتداد، جعلی نبوتیں، بے بنیاد عقائد، من گھڑت روایتیں اور کہاوتیں اور پھر صادق و مصدوق کی وہ پیشین گوئی کیسے درست و صحیح ثابت نہ ہوتی۔

یوشك ان تداعی علیکم الامم کما تداعی الاکلة علی القصاع، فقال قائل منهم امن قلة یومئذ نحن یا رسول الله؟ قال لا بل انتم کثیر ولکنکم غثاء کغثاء السیل: اوکما قال علیه السلام

کہ جب حالات ایسے ہو جائیں تو پھر امتیں تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جیسے بھوکے کھانے پر جھپٹ پڑتے ہیں۔ ایک صحابیؓ نے عرض کی، اللہ کے رسولؐ! کیا اس وقت ہم اتنے ہی تھوڑے ہوں گے کہ تو ہیں اس طرح ہمیں ہڑپ کر جائیں؟

آپؐ نے فرمایا، نہیں تم ہمیشہ سے زیادہ ہو گے لیکن اسلام سے دوری کے سبب بے اثر و بے کار، جیسے سیلاب کے پانی کے اوپر کا کوڑا کرکٹ۔

ان صداقتوں اور ہدایتوں کے ہوتے ہوئے بھی کیا ابھی مسلمانوں کے جاگنے کا وقت نہیں آیا؟

کیا ابھی ہم اپنی بے بسی و بے کسی کی کوئی اور انتہا دیکھنے کے خواہش مند ہیں؟ کیا ابھی ہماری ذلت و پستی کا کوئی اور کنارہ باقی ہے؟ کیا ابھی ہمارے ضمیر زندہ